21592-بیمار خاوند سے طلاق لینے کا حکم

سوال

میری شادی کو گیارہ برس ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک ہماری کوئی اولاد نہیں، سبب یہ ہے کہ میرے خاوند کو کچھ بیماری سی لاحق ہے اسے اس کا علم بھی ہے لیکن وہ مجھے نہیں بتاتا، اگر مجھے شادی سے قبل اس کا علم ہوتا تو میں شادی ہی نہ کرتی، میرا سوال یہ ہے کہ :

میں اسے طلاق حاصل کرنا چاہتی ہوں اور یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ میرے حقوق کیا ہیں ؟

پسندیدہ جواب

جن مشکلات کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے
اگر تو وہ خاوند میں عیب شمار ہوں یعنی اس کی بنا پر خاوند سے تنفر کرنے کا باعث
ہو اور آپس میں استمتاع میں نفرت پیدا کرے یا پھر نکاح کے مقصد رحمت و محبت میں
رکاوٹ بنے مثلا خاوند جماع کی طاقت نہ رکھے، یا پھر ایسی بیماری ہو کہ استمتاع میں
رکاوٹ بن جائے تو علماء اسے نکاح کے عیوب میں شامل کرتے ہیں جس سے بیوی کو اختیار
حاصل ہو جاتا ہے.

یعنی بیوی کو عقد نکاح فسخ کرنے یا
نکاح باقی رکھنے کا اختیار مل جاتا ہے، اور خاوند کو کوئی حق نہیں کہ وہ آپ کو دیا
گیا مہر واپس لے، کیونکہ آپ مہر کی حقدار ہیں اس لیے کہ اس نے بیتے ہوئے برسوں میں
آپ کی شرمگاہ کو حلال کیا ہے.

لیکن اگر خاوند بانجھ ہو یعنی اس کی
اولاد نہ ہوتی ہو تو جمہور علماء کے ہاں یہ مرد میں عیب شمار نہیں ہوتا جس سے نکاح
فسخ کیا جائے، صرف حسن بصری اسے عیب شمار کرتے ہیں اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ
اللہ بھی اسی جانب مائل ہیں.

خاوند کو چاہیے تھا کہ وہ بیوی کو
واضح کرتا کیونکہ جس طرح خاوند کو اولاد کا حق ہے اسی طرح بیوی کو بھی اولاد حاصل
کرنے کا حق ہے، اسی لیے خاوند کو اپنی بیوی سے عزل (انزال شرمگاہ سے باہر کرنا)
کرنے سے منع کیا گیا ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ فسخ نکاح کو
جائز کرنے والے عیوب بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں :

"ہمارے علم کے مطابق تو اہل علم کے
ہاں اس میں کوئی اختلاف نہیں، صرف حسن بصری رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ : جب دونوں یعنی
خاوند اور بیوی میں سے کوئی ایک بانجھ ہو تو دوسرے کو اختیار ہوگا.

اور امام احمد رحمہ اللہ یہ پسند
کرتے ہیں کہ وہ اپنا معاملہ واضح کرے، ہو سکتا ہے اس کی بیوی اولاد چاہتی ہو، اور
یہ نکاح کے شروع میں ہونا چاہیے، لیکن اس سے فسخ ثابت نہیں ہوتا، اگر اس سے فسخ
نکاح ثابت ہوتا تو پھر آیسہ یعنی ناامید ہونے والی عورت میں یہ ضرور ثابت ہوتا؛ اور
اس لیے بھی کہ اس کا علم نہیں، کیونکہ کچھ آدمی ایسے ہوتے ہیں جنہیں جوانی میں
اولاد نہیں ہوتی لیکن بڑھاپے میں اولاد ہو جاتی ہے.

اور سارے عیوب سے ان کے ہاں فسخ نکاح
ثابت نہیں ہوتا"

دیکھیں : المغنی (143/7).

اس بنا پر اگر آپ اس کے ساتھ صبر
نہیں کر سکتیں یا تو وہ آپ کو شرعی طلاق دے یا پھر آپ اس سے خلع حاصل کر لیں کہ آپ
اپنے خاوند کو کچھ مال دے کر یا اسے مہر واپس کر کے خلع حاصل کر لیں، جو بھی عوض بن
سکتا ہے جس پر خاوند راضی ہو جائے اسے دیں اور خلع حاصل کر لیں، پھر وہ آپ کو ایک
طلاق دے دے، اور اس طلاق سے آپ اس سے بائن ہو جائیں گی اس کے بعد عدت میں اس کے لیے
آپ سے رجوع کرنا حلال نہیں ہوگا، لیکن عدت کے بعد نیا نکاح پوری شروط کے ساتھ ہو
سکتا ہے.

خلع کے جواز اور واقع ہونے کی دلیل
یہ فرمان باری تعالی ہے :

**{یہ طلاقیں دو مرتبہ ہیں، پھر یا تو
اچھائی سے روکنا ہے یا عمدگی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے، اور تمہارے لیے حلال نہیں کہ تم
نے انہیں جو دے دیا ہے اس میں سے کچھ بھی واپس لو، ہاں یہ اور بات ہے کہ دونوں کو**

اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکنے کا خوف ہو اس لیے اگر ڈر ہو کہ یہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو عورت رہائی پانے کے لیے کچھ دے ڈالے اس میں دونوں پر کوئی گناہ نہیں، یہ اللہ کی حدیں ہیں تم ان سے تجاوز مت کرو، اور جو کوئی بھی اللہ کی حدیں تجاوز کریگا تو وہی ظالم ہیں﴾ البقرۃ(229).

اور سنت نبویہ میں اس کی دلیل ابن
عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی یہ حدیث ہے :

ثابت بن قیس رضی اللہ تعالی عنہ کی
بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کرنے لگی :

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم نہ تو میں ثابت بن قیس کے دین میں عیب لگاتی ہوں اور نہ ہی اخلاق میں لیکن میں
اسلام میں کفر کو ناپسند کرتی ہوں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"کیا تم اس کا باغ واپس کرتی ہو؟

وہ کہنے لگی : جی ہاں اے اللہ تعالی
کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم.

چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا :

اے ثابت تم باغ قبول کرکے اسے ایک
طلاق دے دو"

صحیح بخاری حدیث نمبر(4868)

علماء کرام کا اجماع ہے کہ اگر کوئی
شرعی ضرورت وحاجت ہو تو خلع جائز ہے، اس ضرورت کی تفصیل معلوم کرنے کے لیے آپ سوال
نمبر(1859) کے جواب کا مطالعہ کریں.

اس کے باوجود ہم یہ نصیحت کرتے ہیں
کہ اگر خاوند کا اخلاق اور دین پسند ہو اور آپ کے لیے اگر خاوند کے ساتھ ازدواجی

زندگی بسر کرنے کی حالت میں حرام کام میں پڑنے کا خدشہ نہ ہو تو پھر صبر کرنا اور
اسی خاوند کے ساتھ ہی رہنا بہتر ہے.

امید ہے اللہ تعالی آپ کو اسی خاوند
سے اولاد نصیب کر دے. جس سے آپ اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر لیں.

اللہ سبحانہ و تعالی کو ہی صحیح علم
ہے.

مزید آپ المغنی ابن قدامہ (246/7
) اور الموسوعۃ الفقھیۃ (19/238–240) کا مطالعہ کریں.

واللہ اعلم.